

فہرست مضامین

- ۱۔ اگست تک خاص رعایت کی صفحہ اول
- ۲۔ اس سستی کی ہی حد ہے -
- (۳) دربار شام - ۹۔ اگست ۱۹۰۵ء - صفحہ ۳۰
- (۴) دربار شام - ۱۰۔ اگست ۱۹۰۵ء - صفحہ ۳۳
- (۵) دربار شام - ۱۱۔ اگست ۱۹۰۵ء - صفحہ ۳۷
- (۶) " " - ۱۲۔ اگست ۱۹۰۵ء - صفحہ ۴۰
- (۷) مراسلات - صفحہ ۴۵
- (۸) اشتہارات - صفحہ ۴۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(اِنَّہٗ ہُوَ الْفَعْلُ)

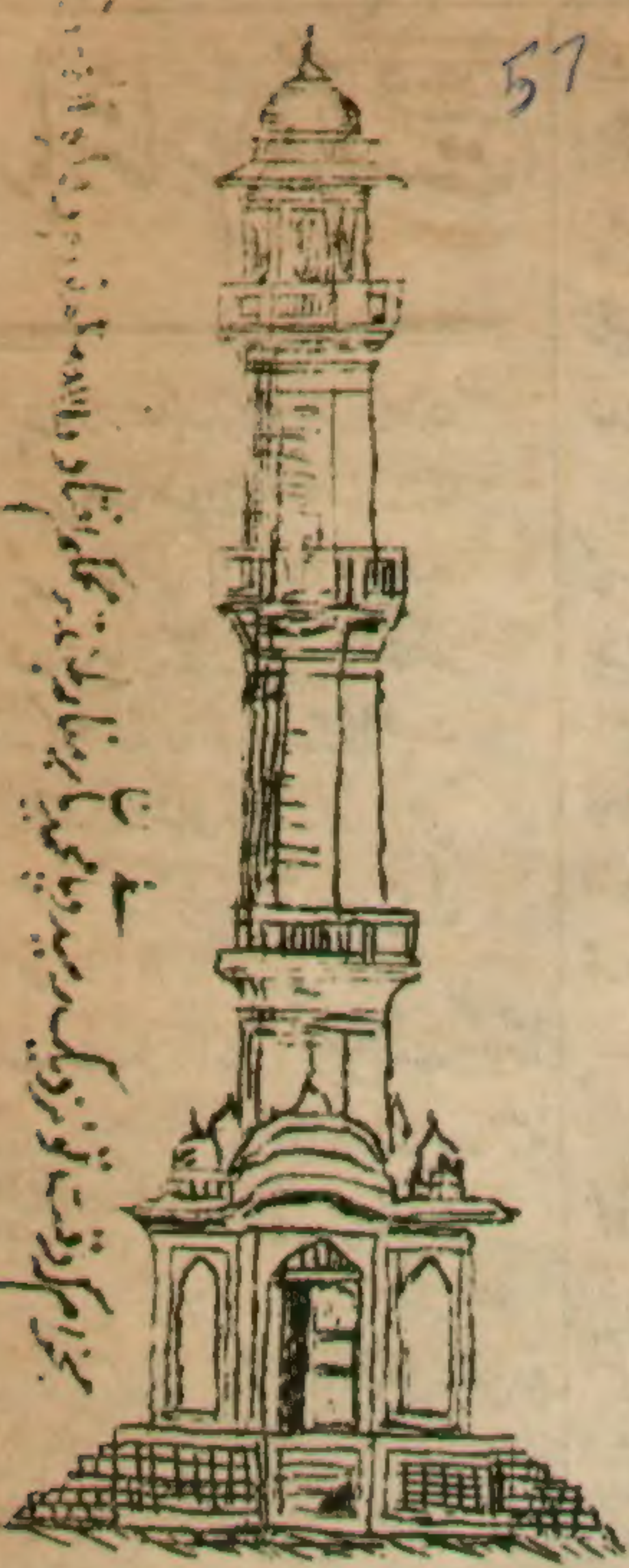
Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر مشیخ یعقوب علی تہلاب حمدی

پیشکش قیمت لائے

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معادن سے عہلہ (۳) ہندوستان سے باہر نئے (۴) غیر مذہب والوں سے پیار (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس دپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عیال



نمبر ۲۰ | قادیان | اربابانِ محرم | اگست ۱۹۰۵ء | جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

اگست تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید طبع کتابوں کے لئے جگہ نکالنے کیو اسطے ۱۰۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یا در کچھ ۱۱۔ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد بہر رعایت جاری نہ ہوگی۔ اس اشخاص میں خصوصاً گزشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گزشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دوہند قیمت پر دئے جاتے ہیں۔

۱۲۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۱۳۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۱۴۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۱۵۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۱۶۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۱۷۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۱۸۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

النصح
سلک وارید جہاد اول ۳۰ فرمودہ خواتون کی تعمیل ہوگی۔

اصلاح النظر ۲۰ حرف میں درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔

الانذار ۲۰ حرف ۸ درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔

بہار جلد لائے ۸ حرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔

اربعین پر چار نمبر ۳۰

۱۹۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۱۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۲۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۳۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۴۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۵۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۶۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۷۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

۲۸۔ اگست ۱۹۰۵ء تک ۵۰ درخواستوں کی تعمیل کی۔

کی نسبت حسن ظن کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی فردین مکمل کر کے بھیجیں۔ انہیں سے تین چار کے سوا کسی اور نے اپنے ضلع کی فرد تو کجا اپنے شہر بلکہ اپنی اور اپنے خاندان کی ہی خانداری کر کے نہیں بھیجی۔ ہماری یہ سرگرمی اور ہوشیاری کیا آئندہ کیلئے یادگار رہے گی اور مفید اور موثر ہوگی؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان رہنماؤں سے اس اہمیت کو چاہا۔

کے گوش گزار کروں۔ شیرازہ قوم کی تحریک میں سب سے اعلیٰ درجہ کا کام تو میاں لکھوٹ کی جماعت نے جو ہر مفید تحریک میں سابق بالآخرات ٹھہر چکی ہے کیا ہے۔ جو دہری مولابخش صاحب مجھے اطلاع دی ہے کہ نہایت حزم و احتیاط سے ضلع کی فہرست طیار کی گئی ہے غالباً ایک ہی فرد اس فہرست سے باہر نہ ہوگا۔ اور پھر جو دہری غلام احمد صاحب رئیس کا ٹھہر گراہ نے اس سپرانٹنڈنٹ میں کل ضلع کا سفر کیا ہے اور ضلع ہوشیار پور کی فرد طیار کی ہے انکے متواتر خطوط میرے پاس آئے ہیں جن سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت سرگرمی سے اس خدمت میں مصروف ہیں۔ میں پہر اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان فردوں کی طیاری میں جلدی حصہ لیں جس جس صاحب کے پاس یہ فرد پہنچ گئی ہے اسکا فرض ہے کہ اس کی خانہ پری کر کے میرے پاس بھیجے۔

۱۔ نئی گلاب خان صاحب سب پرستار اور لپنڈی احباب سے دیکھ کے خواستگار ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مخالفوں کی سازشوں اور منصوبہ بازیوں سے انہیں امن میں رکھے۔

۲۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۳۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۴۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۵۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۶۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۷۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۸۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۹۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۱۰۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۱۱۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۱۲۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

۱۳۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک میں جبکہ مستعدی کی ضرورت ہے ابھی تک اس سے کام نہیں لیا گیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ کمیٹیاں مقرر نہیں ہیں اور نہ ہر جوش دی اس تحریک کی عام شہرت کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ جو بہت ضروری امر تھا۔

درخواست دعا

درخواست نماز جنازہ

اطلاع

بقایا داران الحکم اپنے ذمگی حساب جلد بہ باقی کریں۔ دی پی جاری ہو رہے ہیں۔ وصول ہوا۔ کارخانہ کی اعانت کریں۔ یعقوب علی۔ ایڈیٹر

در بار شام (۹ اگست ۱۹۵۰ء)

پشاور سے ایک نوجوان ہندو حضرت
اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت
کیواسطے آیا تھا۔ اسے مختصر اپنے
حالات بیان کئے کہ کس طرح پرستش
کے پڑھنے اور ایک احمدی کی صحبت
نے اسے اشتیاق زیارت بنایا اس
تحریک پر حضرت مجتہد اشد نے ذیل کی
تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

سبب سے بڑی بات تو دین ہے جسکو حال
کر کے انسان حقیقی خوشامی اور راحت کو حاصل کرتا
ہے دنیا کی زندگی تو بھر جان گندی جاتی ہے
شب تو گزشت و شب سمور گزشت

پیش راجت اور رنج و دو گزر جاتے ہیں۔ لیکن دین
ایک ایسی چیز ہے کہ ہر حال میں انسان خدا تعالیٰ کو
راستی کر لیتا ہے۔ یقیناً جان کر اللہ تعالیٰ اسوقت
تک راضی نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص اس تک پہنچ
سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔

۱۰۰ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات
صفات کو شناخت کرے اور ان راہوں اور
جہتوں پر عمل درآمد کرے جو اسکی مرضی اور منشاء
کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو
انسان کو چاہیے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور
کچھ شکر ابرہین دیکھو انسان پانچ سات روپیہ
کی خاطر بلاد دنیا کی آدھے ترین خواہش ہے اپنا سر
لٹا دیتا ہے ہر جب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا
خیال ہو اور اسکی راضی کرنا چاہے تو کیا مشغل ہے

انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ
جاتا ہے اس کا بڑا باعث قوم ہے خویش اقارب
دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط
کر لیتا ہے کہ وہ انکو چھوڑنا نہیں چاہتا ایسی صورت
میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اسپر کھل سکے
یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے لیکن یہ شیعہ
اور مردوں کا کام کہ ان تعلقات کی ذرا بھی پردا
نہ کرے اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھائے۔

بعض کمزور فطرت لوگوں کا خیال ہوتا ہے
کہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہی کرنی ہے خواہ کشتی ہب
میں ہوں مگر وہ نہیں جانتے کہ آج جقدر مذاہب
موجود ہیں ان میں کوئی بھی مذہب بجز اسلام کے
ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرا
ہو۔ وہ سچا اور زندہ خدا جس کی طرف رجوع
کر کے انسان کو حقیقی راحت اور روشنی ملتی ہے

جسے ساتھ تعلق پیدا کر کے انسان اپنی گناہ الودہ
زندگی سے نجات پاتا ہے وہ اسلام ہے۔
سوا نہیں مل سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی
ترقیوں کا ہے اگر اس کی توفیق مل جاوے تو پھر
خدا اسکا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالیٰ
کی رضا کے لئے کسی قسم کے نفسانی اغراض کے
بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو
راضی کرنے کے لئے دوسری قوم میں داخل ہوتا ہے
تو ان تعلقات قومی کے ٹوٹنے میں سخت تکلیف
اور دکھ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات خدا تعالیٰ کے
تزدیک بڑی قابل قدر ہے۔ اور یہ ایک شہادت

ہے۔
جسکا بہت بڑا اجر اللہ تعالیٰ کے حضور ملتا ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے من یعمل مثقال
ذریعہ خیرا میرا یعنی جو شخص ایک ذرہ برابر بھی
نیکی کرتا ہے اسے بھی ضایع نہیں کرتا بلکہ اجر دیتا
ہے تو پھر جو شخص اتنی بڑی نیکی کرتا ہے اور خدا
کی رضا کے لئے ایک موت اپنے لئے رد کرتا ہے
اسے اجر کیوں نہ ملے؟ جو شخص خدا تعالیٰ کے
لئے اپنے تعلقات کو توڑتا ہے وہ فی الحقیقت
ایک موت اختیار کرتا ہے کیونکہ اصل موت ہی ایک
قسم کا قطع تعلق ہی ہے یعنی روح کا جسم سے قطع
تعلق ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے ان تعلقات
کو توڑنا جو اپنی قوم اور خویش و اقارب سے ہوتے
ہیں خدا کے نزدیک بہت بڑی بات ہے بسا اوقات
یہ روک بڑی زبردست روک انسان کو خدا کی
طرف آنے کے لئے ہو جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے

کہ دوستوں کا ایک گروہ ہے مان بات بہن بہائی
اور دوسرے رشتہ دار میں انکی محبت اور تعلقات
نے اسے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کی ہوئی ہے
کہ وہ اسلام کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرتا
ہے اور سمجھتا ہے کہ بجز اسکے نجات نہیں لیکن ان
تعلقات کی بنا پر اتر کر رہتا ہے کہ یہ راہ جس پر میں چلتا
ہوں خطرناک اور گندی راہ ہے مگر کیا کرں جنہم میں
پڑنا منظور ان تعلقات قومی کو کیونکر چھوڑ دین۔
ایسے لوگ نہیں جانتے کہ یہ صرف زبان سے کہنا
تو آسان ہے کہ جنہم میں پڑنا منظور اگر انہیں اس
دکھ درد کی کیفیت معلوم ہو تو پتہ لگے۔ ایک آنکھ
میں ذرا درد ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قدر تکلیف
ہے پھر جنہم تو وہ جنہم ہے جسکی بابت قرآن شریف
میں آیا ہے لا یموت فیہا ولا یحیی

ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں۔ اسکا کو فیصلہ آسان
ہے دنیا میں دیکھ لے کہ کیا وہ دنیا کی بلاؤں پر صبر
کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر یہ کیونکر سمجھ سیکر خدا

جنہم برداشت کر لیں گے۔ بعض لوگ تو دوسروں
کو دہرانا دیتے ہیں مگر یہ لوگ اپنے آپ کو دہو کر
دیتے ہیں۔ یقیناً سمجھ کر جنہم کا عذاب بہت ہی خطر
ناک ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے
صاف طور پر فرمادیا ہے۔

ومن یتبع غیرا الا سلام دینا الایہ
یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار
ہو۔ وہ آخر کار گمراہی میں رہیگا۔

جس طرح پر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور
وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے اسی طرح پر اللہ
تعالیٰ کی ذات اور اسکے صفات ہی ایک
طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ
مختلف مذاہب والے خدا تعالیٰ کی جو شکل اور
صفات پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب درست
ہوں عیسائی، ہندو، چینی ہر ایک جدا جدا
صفات پیش کرتا ہے ہر کون عقلمند یہ مان لیتا
کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان میں سچا ہے۔

ماسوا کے سچائی کے خود انوار اور برکات
ہوتے ہیں یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ وہ نشانات
اور انوار و برکات کس خدا کو مان کر ملتے ہیں اور
کس دین میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک
سنت کو استعمال کرتا ہے اگر اس سنت میں کوئی
خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چند روز
کے استعمال کے بعد ہی اسکی مفید تاثیریں معلوم
ہوئے لیکن اگر اس میں کوئی خوبی اور تاثیر
نہیں ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے
جاؤ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس معیار پر اسلام
اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیقت کا
بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب
ہے جو اپنی تاثیر اور انوار و برکات کے لئے کسی
گذشتہ قصہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اور نہ صرف
آئندہ کے وعدہ ہی پر کہتا ہے بلکہ اس کے
پہلے اور آثار ہر وقت اور ہر زمانے میں پائے
جاتے ہیں اور اسی دنیا میں ایک سچا مسلمان
ان ثمرات کو کہا لیتا ہے۔

بتلاؤ ایسے مذاہب انسان کو کیا امید دلا سکتے
ہیں جن میں تو بہت کم منظور نہیں ایک گندہ گر کے
جنگ کر و طعن جوین نصیب نہ ہو لین خدا سے
صلح ہی نہیں ہو سکتی۔ وہ ان انسان کیا پائے گا۔
اسکی روح کو راحت اور تسلی کیونکر مل سکے گی۔
مذہب کی سچائی کی بڑی علامت یہ ہے کہ
اس راہ سے دور افتادہ خدا کے
تزدیک آجاتا ہے جیسے جیسے وہ نیک
عمل کرتا جاوے اسی قدر تاریکی دور ہو کر

مورثت اور رکشتی آتی جاوے۔ اور انسان خود
محسوس کرے کہ وہ نجات کی ایک یقینی راہ پر جا رہا
ہے اسکی ہدایتیں ایسی صاف اور واضح ہوں کہ انسان
ان کے ماتھے اور اسپر عمل کرنے میں شک نہیں۔

پہلا یہ بھی کوئی تعلیم اور اصول ہے کہ ذرہ
ذرہ کو خدا قرار دیدیا جاوے جیسے خدا ازلی
ابدی ہے اسی طرح پر ذرات عالم اور روح کو
بھی ازلی ابدی تسلیم کیا جاوے اگر ایسا کوئی خدا
ہے کہ جسے ایک ذرہ بھی کسی قوم کا پیدا نہیں کیا تو
اسپر ہر دوسرے کیسا اور اسکا ہم پر حق کیا ہے جو عبادت
کریں۔ کیونکہ عبادت کے لئے حق ہی تو ہونا چاہئے
جب کوئی حق ہی نہ ہو تو ایک ذرہ ذرہ اسے کہہ سکتا ہے
کہ تیرا ہم پر کیا حق ہے؟ اس عقیدہ کو رکھ کر انسان
کس طرح خدا پرست ہو سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک
خدا کی ہستی پر دلیل ہی قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر آپوں
سے کوئی دہریہ پوچھے کہ پریشی کی ہستی کا کیا ثبوت
ہے تو اس کا جواب وہ کیا دے سکے ہیں؟ کیونکہ
صانع کو مصنوعات سے شناخت کرتے ہیں جب کہ
مصنوعات ہی کا وجود نہیں تو صانع کا وجود کہاں کر
آیا؟ جیو اور پر کرتی کو جو خود بخود تسلیم کرتے ہیں
تو پھر ان کے جوڑنے جاڑنے کے لئے کیا حاجت
ہو سکتی ہے؟ اس طرح کوئی دلیل اللہ تعالیٰ کی ہستی
پر نہ لگے ہاتھ میں نہیں ہے اور جب تک اس کی
ہستی پر کوئی دلیل نہ ہو کس طرح کوئی مان لے کہ وہ ہے
ماسوا کے ان لوگوں کا یہ بھی صول نہیں کہ خدا
رحم کرنے والا ہے۔ ہر شخص کی اس ہستی پر توجہ
ہوتی ہے جسے رحم۔ کہ رحم اور فیاض تسلیم
کرے لیکن انہوں نے کیا مانا ہے کہ بغیر کرمون کے
پہلے کے اور کچھ عطا ہی نہیں کر سکتا۔ اگر کرمون
پر ہی سارا مدار ہے تو اس خدا پر کیا ہر دوسرے اور
کیا امید جکا ذرہ بہر ہی احسان نہیں ہے۔ یہ
تمام امور ہیں۔ جب انسان انکو نظر غور دیکھتا
ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے
دوسروں میں سچی ہدایتیں نہیں ملتی ہیں + ماسوا اسکی
ایک اور بڑی بات قابل غور ہے کہ اسلام میں بہت
بڑی خاصیت یہ ہے کہ انسان جس مطلب کے
لئے بنایا گیا ہے وہ اسلام کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا۔
وہ کیا ہے؟ یہ کہ خدا کی محبت بڑے اور اسکی معرفت
ترقی کرے۔ جس سے وہ ایک کامل شوق ذوق
کے ساتھ اسکی عبادت کرے لیکن یہ مطلب کسی
پورا نہیں ہو سکتا جب تک تعلیم اور ہدایت کامل نہ ہو
اور پھر اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کرنے کے جو نتائج اور
ثمرات ہیں انکا نمونہ موجود نہ ہو۔ جسکو دیکھ کر معلوم
ہو کہ خدا قادر خدا ہے۔

یہ ساری باتیں اسوقت سمجھ میں آتی ہیں جب

انسان پر غور مطالعہ کرتا ہے۔ عقلمند اور سعید کے دل میں تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک واضع پیدا کر دیتا ہے اور وہ اسلام اور دوسرے مذہب میں ہی طرح امتیاز کرتا ہے جس طرح پتہ کی اور نور میں کرتا ہے۔ لیکن بعض شخصیں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل پر ایک مہر ہو جاتا ہے وہ حقیقت تک پہنچنے کی سعی نہیں کرتے بلکہ سیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ سعادت خدا تعالیٰ کی عطا اور بخشش ہے کوئی شخص جب تک روح حق اور راستی سے مناسبت نہیں رکھتا اس طرف آنہیں سکتا۔ اور یہ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اعمال سے شناخت ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے تو وہ لوگ جو برائی اور فحاشی کرتے ہیں ان سے بوجہ جادے تو وہ اگر کردہ خیال نہیں کرتے بلکہ ایک شکار سمجھتے ہیں اس طرح اور لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں وہ جہان نہیں سمجھتے یہ کوئی بات نہیں ہے اصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض کے بکاف اور انوار ساتھ ہوں۔

غرض اول یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق غور کرے اور سمجھے سب سے اول اس کا فرض ہے اور یہ سمجھنا اس کے فضل پر موقوف ہے پھر دعا کرے اور نیک محبت میں رہے اور یہی خیال کرے کہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعض لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ فلان وقت اس نیکی کو کر لیں گے۔ مگر وہ اس انتظار ہی میں رہتے ہیں اور موت آجاتی ہے اسلئے نیکی کے اختیار کرنے میں دیر نہیں چاہئے۔

دربار شام (۱۰ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت محمد الملتی نے عرض کی کہ ولایت کے ایک اخبار نے مضمون لکھا ہے کہ اسلام مذہب اقوام میں کامیاب نہیں ہوا چنانچہ ہندوستان میں آٹھ صدیوں سے کچھ بھی ترقی نہیں ہوئی اس پر آپ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تہذیب کا لفظ ان کے نزدیک خاص ہے اور وہ بتے اس کے ان کی اپنی ایجاد ہے۔ آسمانی تہذیب تو اور ہے جس میں ایمان۔ تقویٰ۔ دیانت۔ صلاحیت اور نیک کرداری شامل ہے مگر ان کے نزدیک جو تو ہر قسم کے مکر و فریب

کا نام تہذیب ہے یہ تہذیب ان کی ہی نصیب ہے ہم اس کو لینا نہیں چاہتے۔ چند سیہودہ رسوم و عادات کا نام جو اخلاق سے گری ہوئی ہیں تہذیب نام رکھتے ہیں۔ اور خدائی رسوم و ادب کی توہین اور استغفات کرتے ہیں حالانکہ ان رسوم و عادات کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں جن سے سوسائٹی میں امن و خلاق اور نیک اعمال پیدا ہوتی ہے۔ اپنی رسوم و عادات کو جس کے نتائج بد ہیں پسندیدہ سمجھتے ہیں۔

اس مقام پر مولانا مولوی عبد اللہ صاحب نے عرض کی کہ سید احمد خان صاحب نے ایک مضمون لکھا تھا کہ سولینیشن (تہذیب) کا مترادف عربی زبان ہی میں نہیں۔ مگر مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ مترادف کے ایک مرتبہ علی گڑھ کالج کے طلبہ کے سامنے تہذیب بریکچر دیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر تم راستہ میں جلو تولیڈی تمہارے دائیں طرف ہو اور اگر کوئی تار وغیرہ آجائے تو اس کو پاؤں سے دبا کر لیڈی کو آرام سے گزرنے دو۔ کہانا کہاؤ تو اپنی بیوی کے ساتھ نہیں بلکہ تمہاری بیوی کسی اور کے ساتھ کہائے اور تم کسی غریبی بیوی سے۔ آخری ایڈیٹر۔

فرمایا یہ تہذیب ان کو مبارک ہو۔ قرآن شریف نے ہی سچی تہذیب دنیا کو سکھائی ہے یہ تہذیب وہ ہے جس سے انسانیت آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان ماہ الامتیا حاصل ہوتا ہے اور پھر سچے اور جھوٹے مذاہب کے درمیان ماہ الامتیا عطا ہوتا ہے۔ اگر تہذیب کسی کو نہیں ملی تو اسے تہذیب سے کوئی حصہ ہی نہیں ملا۔ یہ دنیا کے کپڑے ہیں اباحت سے ملی ہوئی باتوں کا نام تہذیب قرار دیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے جس تہذیب کے پسینے کا ارادہ فرمایا ہے اسے اب کوئی روک نہیں سکتا جیسے جب کوئی بڑا بہاری سیلاب آتا ہے تو اس کے آگے کوئی بند نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بھی بڑھ کر زبردست ہے کون ہے جو اس کے گے بند لگائے؟ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا جو سچی تہذیب اور روحانیت پھیلے اور یہ اس کے بالمقابل عیسائیت کے گندے خیالات پہلایا جاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ سے ان کی لڑائی ہے معلوم ہو جاوے گا کہ اس کا انجام کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا دی خدا ہے جسے زمین و آسمان بنایا ہے وہ چاہے نوے برس اس زمین و آسمان کو بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر اثر ڈالے۔

ہم جو کوشش کر رہے ہیں یہ تو گویا بچوں کا کھیل ہے ہمیں کیا قدرت ہے کہ لوگوں میں سچائی کی روح پیدا کر دینا اور انہیں حقیقی اتحاد اور یگانگت پیدا کر دینا نہ کیفیت اور کمیت اس اتحاد کی پیدا کرتے ہیں۔ نہ ایک وجود بنا سکتے ہیں۔ یہ صرف خدای کا کام ہے۔ جسے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ کرشمہ دیکھا یا چنانچہ فرمایا

لَوِ الْفَقْتُ مَا نِیَ الْاَرْضُ مِنْ جَعِیْمًا مَا الْفَقْتُ بَيْنَ دَلْوِیْہِم -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اگر تو جو کچھ میں میں ہے۔۔۔ خراج کرتا تب ہی وہ محبت الفت جو ہم نے صحابہ میں پیدا کر دی ہے نہ کر سکتا حقیقت میں یہ بعض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ جیسا پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا اب بھی اسی کے فضل سے امید ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جس قوم میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ روح نہیں پہنچتی جاتی اور جس کا نشو و نما خود اسی کے ہاتھ سے نہیں ہوتا جیسے باغبان ایک پودے کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس کی نگرانی میں پرورش پاتا ہے۔ سو وقت تک اس قوم میں بہتری اور ترقی کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ اگر عارضی طور پر اس میں وحدت بھی ہو جاوے تو چند روز کے بعد وہی تفرقہ اور پریشانی آجاتی ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں اسی قیاس پر ہماری جماعت کو سمجھتے ہیں جیسے برہمن وغیرہ فرقوں کو سمجھتے ہیں اسی طرح اس فرقہ اور قوم کو سمجھتے ہیں کہ یہ بھی کسی شخص کی خیالی تجویزوں کا نتیجہ ہے مگر میں جانتا ہوں کہ خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور اسی کے فضل سے اس کا نشو و نما ہو رہا ہے اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور نہ اس کا نشو و نما ہو سکتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ قوم بچ کی طرح ہوتی ہے جیسے قبل از وقت بچ کے نشو و نما اور اس کے آثار کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اس قوم کی ترقیوں کو بھی محال اور ناممکن سمجھتے ہیں ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکھ ہو کر پھر اس کی ترقی تیرہ جادے تب بھی کچھ نہیں پہنچے یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل نہیں تھیرتی اسلئے ضروری ہے کہ یہ ساری زمین پر پھیل جاوے اور مقدار اور محبت کے رو سے غالب ہو جاوے۔ کیونکہ یہ خدا کے بزرگ ہو سکتا ہے۔ یہ اسی کے کام ہیں اور دی کر گیا۔

میں یقیناً جانتا ہوں کہ سب سے بڑا معجزہ یہی ہوتا ہے کہ جس کو سنے سچا ہے اس کی علت غائی باطل نہ ہو۔ اور مامور کی یہی علت غائی ہوتی ہے میری

میں یقیناً جانتا ہوں کہ سب سے بڑا معجزہ یہی ہوتا ہے کہ جس کو سنے سچا ہے اس کی علت غائی باطل نہ ہو۔ اور مامور کی یہی علت غائی ہوتی ہے میری

نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہازوں پر ایک معجزہ ہیں لیکن آپ کا یہ معجزہ بڑا ہی زبردست ہے آپ نے

جو دعویٰ کیا تھا وہ کر دکھایا جیسے ایک طبیب دعویٰ کرے کہ میں خاذق طبیب ہوں اور پھر اسے دعویٰ کو مریضوں کی صحت اور ندرست ہونے سے ثابت کر دکھائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنے دعویٰ کے موافق کر دکھایا اسی تو کوئی نظریہ نہیں مانی۔

عرب جی جابل اور خونی قوم جو کسی کسی کی بات نہ سمجھتی تھی کہ کیا کوئی اس قوم کی نسبت خیال کر سکتا تھا کہ یہ قوم باہم متحد ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ سے ایسا قوی تعلق پیدا کرے کہ باوجود دیگر فرعون سیرت ہیں لیکن اس کی اطاعت میں ایسے متحد اور فنا ہونے کے جان عزیز کو بھی اس کی راہ میں دیدیں گے۔ عزت کر لیا یہ آسان امر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایک ایسی قوم میں ایسی محبت الہی کا پیدا کر دینا کہ وہ مرنے کی طیار ہو جائیں خود آپ کی اسلئے درجہ کی قوت قدسی کو ظاہر کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت میں تو داخل ہوتے ہیں لیکن ذرا سا بوجہ پڑ جاوے تو ابتلا میں پڑ جاتے مگر صحابہ میں کسی کشش تھی کہ مال اور برہنہ تو کیا چھ سب سے بڑھ کر جان ہے وہ بھی انہوں نے دیدی۔ اگر کوئی کشش نہ تھی تو اس درجہ تک وہ کیونکر پہنچے؟۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت سے جب مذاکرہ کرتے ہیں تو قہر ہوتا ہے گویا انہیں کچھ بھی کشش نہ تھی۔ بطور نے آخری وقت پر جو دم کا وقت تھا انکار کر دیا اور سیہودہ نے سید یا ابی بہاگ گئے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل کشش نہ تھی۔ کامل نبی میں ایک کامل کشش اور جذب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جذب انہیں رکھ دیا ہے مگر کی زندگی ابتلاؤں سے بھری ہوئی تھی مگر وہ کمزور جماعت ہر قسم کے مصائب شہید کو برداشت کرتے رہے اور جب انہیں ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا تو اس سے بھی نہیں گھبرائے اور نہ پیچھے ہٹے۔ غرض جس قسم کا ابتلا انہیں آیا۔ بڑی دلیری اور خوشی کے ساتھ اس کا مقابلہ انہوں نے کیا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ان کی نہ اول نظیر پائی جاتی ہے نہ بعد میں۔ انہوں نے بیعت کے مفہوم کو خوب سمجھا اور اسے عمل سے اسے ثابت کر دکھایا مان اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر ایک وقت میں البتہ ہو سکتا ہے مولوی عبد اللطیف (رضی اللہ عنہ) نے بھی اپنا کام نمونہ دکھایا۔ ان نمونوں سے دوسرے کو ہلا کر

ہوتا ہے جس مسئلہ میں کوئی نوہ نہ ہو وہ مسئلہ قابل
تعمیر نہیں ہو سکتا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
نے ایسا نوہ دکھایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کبریٰ
تعبیر کی ہے
منہم من قفے منجہ ومنہم من یستطیر
کیسے محض بغاظ میں ظاہر کیا کہ وہ سب کے سب
اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے اصل
بات یہ ہے کہ صحابہ کی تعریفیں اگر قرآن شریف
کی مختلف آیات سے جمع کی جائیں تو وہ ایک
مجید اسوہ حسنہ بیعت کے مفہوم کے لئے
محیط مخلوق تھی جسے اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لیا تھا
تھا اس میں میں شہرت یافتہ وہی نہیں تھے
ایک صفت مومن علیہ السلام دوسرے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں میں سے کسی کے
رہنما ذکر کر کے طبیعت خوش نہیں ہوتی حضرت
موسیٰؑ قوم انکو ہی سکھار کرنے کو آمادہ ہو جاتی
تھی اور ان کے ساتھ جھگڑتے اور انکار کر
تے تھے۔ وہ سرکش اور کج طبع قوم تھی۔ اور
حضرت یونسؑ کے بچا کا وہ حال تھا جو اپنے ابا
بیان کیا کہ آخری وقت انکار کر دیا۔

اس تقریر کے بعد صحابہ کرام کے اس حجت
داخل کا ذکر فرماتے رہے جو وہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے تھے اسی
سن میں یہ ذکر آیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات پر وہ کس قدر بے قرار
ہو گئے تھے۔ انہیں قرار نہیں آیا جب
تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے خطبہ پڑھا کہ سب انبیاء علیہم السلام
کی وفات پر اجماع نہ کر لیا۔ فرمایا یہ کیا
یہ مبارک اجماع نہا اگر یہ اجماع نہ ہوتا
تو بڑا بھاری فتنہ اسلام میں پیدا ہوتا۔
اسلام میں سب سے پہلا اجماع
ما محمد الا من موافقہ دخلت من
قبضہ المسلم۔

یہی پر ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا
مثلاً تو اس حد میں ہی کو دور کرنا تھا۔
اور وہ مرگوبار ان جیسے داروہی ہے
وہ رہتا تھا۔ اگر اس آیت کے استدلال
میں حضرت مسیح کو مستثنیٰ کیا جاتا تو صحابہ
کے در و کا کیا علاج ہوتا؟ پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ درجہ پر
تھے جو زندہ نہ رہتے۔ قدر خلعت کے
سے تو خود آیت میں افان مادت
ہو قتل نے کر دئے ہیں کیا اس میں رخ

محمد انصاری بھی کہیں لکھا ہے؟ عرض
خطرہ پر کسی کی قوت شاعر ماری جاوے
تو اسے خوشبو کا حارس نہیں رہتا۔ اس طرح
ان لوگوں کی ایمانی قوت شاعر ماری گئی ہے
جو سچ کو زندہ آسمان پر لے جاتے ہیں
اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو یہ حالت بہت خطر
ناک ہے یہی عقیدہ انکی خدائی کی پہلی دینٹ
قرآن دیا گیا ہے
(اے اللہ موجودہ گرد و غبار جو آسمان پر چھایا ہوا
ہے اس کا ذکر ہوتا رہا۔ فرمایا یہ سب کچھ ہمارے
لئے ہی نشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا متولی اور مکلف
ہے ہمیں کیا غم ہے۔)

در بار شام ۱۹۰۵

حضرت حکیم الامتہ کا بچہ عبدالقیوم بیمار تھا
گزشتہ شب کو اسے تکلیف تھی حضرت
اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکا حال پوچھ
رہے تھے اسی ذکر میں حضرت حکیم الامتہ نے
کہا کہ میں اس سوال پر سوچتا رہا کہ اگر یہ جو اعتراض
کرتے ہیں کہ چونکہ وہ بالکلیف انکے
پچھلے جنم کا نتیجہ ہے۔ اس تحریک پر حضرت
اقدس نے ذیل کی تقریر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر۔
یہیہ تو بالکل بیہودہ عقیدہ ہے۔ اول تو یہی قابل
غور امر ہے کہ آیا بچے مقدور تکلیف محسوس بھی کرتے
ہیں یا نہیں جعفر مان باپ محسوس کرتے ہیں کیونکہ
حق یہی عقل ہی کے ساتھ بڑھتی ہے اور علاوہ برین
بچہ بھی جو بہشت میں داخل ہوگا۔ تو کسی حق ہی سے
سوگا۔ اسلئے اس قسم کی تکالیف اٹھانا ہے۔

تکالیف مصنا کا فلسفہ اس بات یہ ہے
ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ نورو کو ہی سے درست
ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت انسان کی تکمیل
چاہتی ہے اور خود عبودیت کا ہی تقاضا ہے کہ کسی
نہ کسی طرح تکمیل کرے۔ اسلئے مجملہ تکمیل کی صورت
کے ایک شدید اور مصائب بھی ہیں۔ انبیاء علیہم
السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہیں
وہ بھی تکالیف اور شدا ید کا نشانہ بنتے ہیں اور
ایسے مصائب انہیں آتے ہیں کہ اگر کسی اور پر انہیں تو
وہ برداشت بھی نہ کر سکے ہر طرف سے ان کے دشمن
اوپر ہتھ میں کوئی باتوں سے دھک دیتا ہے کوئی حکام
وقت کے ذریعہ تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے
کوئی قوم کو اس کے برخلاف اسکا نام ہے عرض ہر پہلو
اسکو تکلیف دی جاتی ہے اور ہر طرح کی بے آرامی

اور حزن و غم انہیں آتا ہے باوجود اس کے کہ بن ساری
باتوں کا کچھ ہی اثر انہیں نہیں ہوتا اور وہ بہرہ و کی طرح
جنت نہیں کرتے کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے
کہ وہ سب سے زیادہ گنہ گار ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر
کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھ کر بیہودگی
اور کیا ہوگی؟ چونکہ تکالیف کا مسئلہ انبیاء
علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔
معصومیت کے لحاظ سے بچہ سمجھ لو۔ یہ مصائب
عبودیت کی تکمیل کے لئے ہیں اور عالم آفرین کے
لئے مفید ہیں۔ اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے
بعد بچہ کی روح معقود ہو جاتی تو یہی اعتراض کا موقع
ہوتا لیکن جبکہ جاودہی عالم اور ابدی راحت موجود
ہے تو پھر یہ سوال ہی کیوں ہے؟ اگر یہ سوال ہے
کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت میں داخل
کر دے تو پھر کہیں گے کہ معاصی کا بلکہ کیا کیوں ہے؟
اس کے ساتھ ہی داخل کر سکتا تھا اسکا جواب
یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی ہے نیازی
انسان کو نجات اور ابدی آسائش کے حصول کے
لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے۔

جب تک وہ تکالیف اور شدا ید نہیں اٹھاتا
راحت اور آسائش نہیں پاسکتا۔ یہ شدا ید دو
قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو انسان خود
مجاہدات کرتا ہے اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرتا ہے
اور اس طرح اکثر تکالیف میں سے ہو کر گزرتا ہے۔
اور دوسری صورت یہ ہے کہ فضا و قدر خود
اسپر کچھ تکالیف نازل کر دیتی ہے اور اس ذریعہ
سے اسے صاف کرتی ہے۔ اس طریق میں بچہ اور
انبیاء علیہم السلام کے لغوس قدیمہ ہوتے ہیں وہ
بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں اس پر بھی مصائب
اور شدا ید انہیں آتے ہیں وہ محض انکی تکمیل اور ان
کے اخلاق اور صدق و وفا کے اظہار کیلئے۔
انسان کے لئے سچی اور مجاہدہ ضروری چیز
ہے اور اس کے ساتھ مصائب اور مشکلات بھی
ضروری ہیں۔

لیس للا انسان الامامی
جو لوگ سنی کرتے ہیں وہ اسکثرات سے فائدہ
اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ
میں مجاہدہ کرتے ہیں اور نفس کی قربانی کرتے ہیں
انہیں بھی قرب و اقارب و برکات اور قبولیت کے
اثار ظاہر ہوتے ہیں اور بہشت کا نقشہ ان پر کھولا
جاتا ہے۔
یہ لوگ اس راہ سے بے خبر ہیں اور ان انعامات
سے بے بہرہ اسلئے ایسے گندے اور بیہودہ
اعتراض کرتے ہیں انکے مان تو نجات کسی کو ملتی ہی
نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تنازع مان بیٹھے ہیں۔

ہم یقین رکھتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے
کہ اس عالم کی تکالیف کا اجر دوسرے عالم میں
ملا ہے جہاں جہاں فیاد و رحل کو ملتا ہے اسی طرح دوسرے
لوگوں کو ملتا ہے سنت اللہ یہی ہے اور انسان کی کبریٰ
ضروری تھی تاکہ وہ خدا تعالیٰ کا محسوس ہو مان ہند
تو اسے کاذب حاصل کر کے نظر تجلیات اللہ ہو جائے
اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصائب اپنے
شدائد اٹھائے اور بہت سی داریں کھائی یہ ایک ہیا
واقعہ ہے کہ ایسی سچائی تجربہ سے ثابت ہو رہی ہے
پس جب ایک واقعہ تجربہ سے ثابت ہو جاوے
تو اس پر بحث فضول ہے۔

فرمایا تنازع کی دلیل میں جو امیر اور مفلس کا
تفاوت پیش کیا جاتا ہے یہی ہی ایک بیہودہ بات
ہے اس لئے کہ غنی کے لئے زکوٰۃ اور صدقات
رکھتے ہیں کہ وہ ادا کرے اور مفلس کے لئے صبر
رکھتا ہے اور دونوں کے لئے اجر ہے ایسی
مثال ہے جیسے کسی نے دو چار کوس کا راستہ طے
کرنا ہو ایک شخص کے پاس تو عمدہ عمدہ کھانے ہوں
اور دوسرے کے پاس سوتلی ہوں دونوں ہی اہم
راستہ کو طے کر لین گے اور منزل مقصود پر جا کر اپنے
اعمال کے موافق فائدہ اٹھائیں گے۔
تنازع پر تو اس قدر اعتراض ہوتے ہیں کہ آدمی حیران
ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک طرف تو یہ لوگ ناطہ رشتہ
میں دو دروازے کو توں اور ذاتین کا لحاظ کرتے
ہیں دوسری طرف اگر ایک بچہ کی مان یا بہن اس کی
چھوٹی عمر میں مر جاوے اور کسی دوسری جگہ خیم لیکر
اس کے ساتھ بیٹیاں جاوے تو اس کے روکنے کا کیا
انتظام ہے اور یہ تنازع کس لئے یہ بھی ضروری ہوگا
کہ جرائم کے انواع بھی جو بزرگین کیونکہ جس کثرت
سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں یہ سب جرائم
ہی کی وجہ سے ہونگے؟ اور پھر سرجون کا گناہ
الگ چاہئے۔ اس قسم کے بہت سے اعتراض
اس مسئلہ پر وارد ہوتے ہیں۔

در بار شام ۱۹۰۵

ایک نو مسلم صاحب رحیم آباد سے آئے
ہوئے تھے حضرت حکیم الامتہ نے انکی زبانی
بیان کیا کہ وہ پنڈت دیانند صاحب کیساتھ
سات سال تک رہے ہیں، پھر خود نو مسلم
صاحب نے بیان کیا کہ میں نے دیدن کو انہیں
فرمایا ہے۔ حضرت محمد اللہ صبح موعود علیہ
الصلوٰۃ

عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آورہ زندگی پر موت آجاتی ہے۔ اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے احاطہ صوری یا منوی ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اس کی حیرت من قرآن رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اس کی قدرت کے عجائبات وہ شامہ کرتا ہے اس کی سحریت بڑھتی ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کو وہ حواس اور قوت دے دیتے ہیں کہ وہ ہر چیز کو اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے وہ ان باتوں کو سنا ہے کہ اور وہ ان کی جزئین۔ اسی نے فرمایا کہ کان فی ہذا عجب فہو فی الآخرۃ عید۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان کے لئے انسان اسی عالم سے جو اس لئے جاتا ہے اسی جگہ سے وہ بصارت لے جاتا ہے جو وہ ان کی اشیاء و عجائبات کو دیکھے۔ اور یہاں ہی سے وہ شنائی لے جاتا ہے جو سنے۔ گویا جو اس جہان میں دہان کی باتیں دیکھتا اور سنتا نہیں وہ دہان ہی نہیں دیکھ سکے گا۔

یہ تھا ماہ الاقویاز اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان حکومیرے مخالف پیش نہیں کرتے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسی فرقان کو دیکر مجھے سچا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ جبکہ یہ ماہ الاقویاز ہے تو کیوں ہر شخص نہیں دیکھ لیتا اس کا جواب یہ کہ سنت اللہ تعالیٰ ہر واقعہ ہوئی ہے کہ یہ بات بجز مجاہدہ تو بہ اور تبشیل تام کے نہیں ملتی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبیلنا یعنی جو لوگ ہمارے راہ میں مجاہدہ کریں گے انہیں کو یہ راہ ملے گی۔ پس جو لوگ خدا تعالیٰ کے وصایا و احکام پر عمل کریں بلکہ ان سے اعراض کریں ان پر یہ دروازہ کس طرح کھل جائے یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں ایک خزانہ مدفون ہے اور دس بارہ دن کی محنت کے بعد نکل سکتا ہے اور کوئی شخص محنت تو کرے نہیں اور یہ کہے کہ خزانہ مل جاوے کیونکہ ملے گا ۹ اسی طرح پر یہ خزانہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں رکھا ہے لیکن اس خزانہ کی کھید احکام اور باتوں پر عمل ہے۔ اسکی صیت اور ہدایت پر عمل کرنا اور محض خدا کے لئے نفس کو روک رکھنا یہ سچی ہے اور اسلام ہی میں یہ ملتی ہے۔

من یتبع غیر الاسلام دینا فلی یقبل منہ اسلام ایک چشمہ ہے اگر کوئی شخص اس چاہتا ہے

صفات بھی مانتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہوں اور تمہاری طرح ہم ہی تلخ کے نقص بیان کرتے ہیں اور اسکی تردید کرتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرتا ہے۔ تو کیا اسکی اتنی باتیں قابل قدر ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اس لئے کہ اسلام کی جو اعلیٰ درجہ کی خوبی تھی وہ تو اسے خرد نگاشت کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقینی ثبوت اور زندہ ثبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی تھی۔ جب اسے وہ نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ باقی جو کچھ ہے وہ بھی محض خیالی امر ہے۔ اسی طرح ہمارے مخالف علماء کی حالت ہو رہی ہے مدہ چیز جو میں دنیا کو دینی چاہتا ہوں وہ انکے پاس نہیں اور اس سے وہ غفلت کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب تک اللہ تعالیٰ کی ہستی کو سمجھ نہیں لیتا اور انا الموجود ہونے کی آرزو نہیں من لیتا نفس مارہ پر غالب نہیں آتا۔ اسلام کی اصلی غرض یہی تھی جو اب مفقود ہو چکی تھی۔ اسی کے احیاء کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے یا د رکھنا چاہیے کہ دنیا میں جقدر کوئی کسی کو خوف کرتا ہے یا کسی کی طرف رغبت کرتا ہے وہ معرفت کا ثمرہ ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ اس سورج میں سارے ہے تو وہ کبھی اس میں مانتہ نہیں ڈالتا بلکہ رات کے وقت اس مکان میں ہی داخل نہ ہوگا ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ یہاں ایک خزانہ مخفی ہے تو اس کی طرف التفات پیدا ہوگی۔ اندھیرے میں ایک چیز کو اگر بکرا سمجھتا ہے تو جب تک اسے بکرا سمجھتا ہے تو پاس کھڑا رہے گا لیکن یونہی یہ خیال ہوگا کہ وہ شیر سے پریشان نہیں رہ سکتا اس سے عاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی محبت اور خوف معرفت سے پیدا ہوتی ہے ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی آدمی دانستہ زہر نہیں کھا سکتا۔ سنگھیا خواہ شہد میں ہی ملا ہو یہ بھی کوئی اسے نہیں کھائیگا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ اسکو ہلاک کرنے والی نہر ہے۔

لیکن اسی طرح ہر گناہ بھی ایک زہر ہے جو انسان کی روح کو ہلاک کرتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے تو پھر بڑی دلیری اور جرأت سے گناہ کیوں کرتا ہے؟ اگر اسے یہ معرفت ہو کہ کوئی محاسب ہی ہے تو خدا دلیری نہ کرے۔ یہہ دلیری اور جرأت عدم معرفت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام حقیقی معرفت

المجلد الارض لثاقا

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہوا وہ آسمانی جسم تھا وہ معراج قابل تعریف نہیں جو عوام مانتے ہیں چونکہ ہر شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے بجز اس حد تک ہی کہتا ہے جو کہیں تک محدود ہو سکے علم اپنی حد تک اسی طرح ہے لوگ چونکہ اس حقیقت کے محض نا آشنا اور ناواقف تھے انہوں نے یہاں تک ہی اس راہ کو سمجھا لیکن خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کھول دی ہے اور عوام اس سے محض ناواقف ہیں اس لئے اس میں کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اسکو ہرگز خواب نہیں کہہ سکتے یہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا۔ اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کامل درجہ کا تقدس اور نظہ نہ ہو۔

اس تقریر کو سنکر شیخ عبدالحق صاحب (یہ اس نو مسلم کلام ہے) نے کہا یہ تو بالکل سچ ہے اخوس یہ مخالف مولوی منبر پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ وہ معراج ہی منکر ہیں۔ اس پر ہر حضرت اقدس نے سلسلہ تقریر شروع کیا۔ ایڈیٹر۔

فرمایا۔ جو کچھ اسلام کا زیور تھا جیسا اسلام کو ہمیشہ ناز تھا اور جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں ماہ الاقویاز تھا اس سے اس سے یہ لوگ بالکل بے خبر ہیں۔ اسلام کے سوا جقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں انکی یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے محبوب کی بڑی تعریف کرے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے کہ ان ایک آنکھہ اسکی نہیں اور دوسرے ساری تعریفیں کرنے کے بعد کہہ دے کہ اسکی شنوائی نہیں یا ایک ٹانگ نہیں غرض کوئی نہ کوئی نقص ضرور مانتے ہیں پورے طور پر کامل محبوب تسلیم نہیں کرتے۔ اسلام میں یہ خوبی ہے کہ اس نے احسن طور پر خدا تعالیٰ کو دکھایا ہے اور کبھی انسان شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جس قسم کا خدا انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے وہ ایسا ہی اسلام میں پائیگی۔ کوئی نقص اور کمزوری میں نہیں ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے جو ایک ہی زندہ اور بادی اندب ہے کیونکہ اسکی تاثیرات اور پہل ہمیشہ تازہ بتازہ موجود رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف علماء اسلام کی عام خوبیاں تو بیان کرتے ہیں کہ وہ توحید کی تعظیم جیسا ہے لیکن ایک اعلیٰ درجہ کی خوبی کا انکا گرتے ہیں۔

ایسا تو ایک برہم ہو ہی کر سکتا ہے فرض کرو اگر ایک برہم کو کہے کہ بے شک لا الہ الا اللہ کی تعلیم عمدہ ہے اور میں بھی مانتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی

والسلام نے چہا کہ آپ کے قبل ہر مہلی کیا تعریف ہوئی جو اب کہا کہ اس تو آپ کی پیشگوئیوں پر میری نظر تھی اور اسکے بعد دلیریا کے ساتھ میں مجھ پر اسلام کی سچائی واضح ہو گئی اور میں مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ معراج کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے کیا وہ جسمانی تھا یا روحانی؟ اس کے جواب میں حضرت انہوں نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

فرمایا جب تک انسان بے خبر ہوتا ہے اسکی باتیں نری انگلیں ہی ہوتی ہیں۔ ایسا ہی معراج کے متعلق لوگوں کا حال ہے وہ اسکی حقیقت اور صلیت سے بجز یہ نہیں تو معراج کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ان ایک بیداری دنیا داروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں صادقوں نبیوں اور خدائیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپ کا سب سے بڑا ہوا ہے۔ معراج ایک کشفی معاملہ تھا۔ یہہ بھی یاد رہے کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غیبت حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہے کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے اور دراصل ہوتی ہی بیداری ہے اس قسم کے کشف کو خواب کہہ سکتے ہیں لیکن اسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہہ دے۔

اس حالت کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور وہ اسراشاہد کرتا ہے جو دوسرے کو نصیب نہیں ہوتے۔ اس بیداری میں (جو عوام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابل میں صد ہا پردے اور حجاب ہیں۔ اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے اور اگر بہرہ کہیں تو موزوں ہے۔ لیکن اس کشفی بیداری میں اعلیٰ درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے۔ جس میں صاحب کشف وہ حالات دیکھتا ہے جو کسی نے نہ دیکھے ہوں اور وہ باتیں سنتا ہے جو کبھی نہ سنی ہوں پس اسی قسم کی بیداری کے ساتھ وہ معراج تھا اور ایک لطیف اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔

انسان کے جسم دو ہیں ایک زمینی اور دوسرا آسمانی جسم ہے۔ زمینی جسم کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے

اور خدا کے اس سے سیراب ہو کر بہنیں پیتا تو اس کا
بہنہ سورہ ہے اس چشمہ کا کیا قصور ہے ؟ اگر
کوئی شخص آفتاب کی طرف سے اپنے دروازے
دریائے کیان بند کر لیتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے
گھر میں تاریکی آجائے اس میں آفتاب کا کوئی
قصور نہیں ۔ اس لئے جب تک انسان سچا مجاہدہ
اور محنت نہیں کرتا وہ معرفت کا خزانہ جو
اسلام میں رکھا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے
پر گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوتی ہے انسان
خدا تعالیٰ کو کچھ نہ سنا ہے اور اس کی آوازیں سنتا
ہے اسے نہیں مل سکتا ۔ چنانچہ صاف طور پر
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ واما
من خاف مقام ربه ونهى النفس عن
المعصی فان الجنة هي المأوى ۔
یہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہہ دے
کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں اور باوجود
اس دعویٰ کے اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچھ
بھی پیدا نہیں ہوتے ۔ یہ بڑی لاف زنی ہوگی ایسے
لوگ اللہ تعالیٰ کی کچھ پروا نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ
بھی ان کی پروا نہیں کرتا ۔

اصل بات یہی ہے کہ یہ دولت مجاہدہ اور
محنت کے بغیر ہاتھ نہیں آتی ہے اور ان راہوں
پر چلنا سب کے لئے ضروری ہے یہاں تک کہ انبیاء
درسل کے لئے بھی یہی راہ ہے انکو جو فتوحات دی گئی
جاتے ہیں وہ اسی راہ سے ملتے ہیں ۔ انبیاء علیہم
السلام تو اس راہ میں فنا ہو جاتے ہیں اور وہی خاک
ہوتی ہے جب ان سے معجزات صادر ہوتے ہیں
وہ عام لوگوں سے بالکل نرالی قوم ہوتی ہے
ہر شخص تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف
کریں اس کی عزت اور شہرت ہو برخلاف اس کے
انبیاء علیہم السلام اپنے نفس کو بالکل سہا دیتے
ہیں ۔ اور وہ خدا تعالیٰ ہی کی عزت اور عظمت
کے بہو کے پیاسے ہوتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کی
عظمت اور جبروت کے اظہار کے لئے وہ ہر
قسم کی ذلت کے برداشت کرنے کو طیار ہو جاتے
ہیں ۔ وہ تمام دکھوں اور مصیبتوں کو برداشت
کرتے ہیں مگر ذرا بھی پروا نہیں کرتے ان کی ساری
خواہشیں اور آرزوئیں اس ایک بات پر اگر ختم
ہو جاتی ہیں کہ کسی طرح اہل دنیا خدا تعالیٰ پر
ایمان لادیں ۔ انہیں سخت تکلیف پہنچتی ہے جب
وہ دیکھتے ہیں کہ مشرک اور خدا سے دور لوگ اپنے
تہون اور مبہودوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو خدا
تعالیٰ کی ہوتی چاہئے ۔ ایسا ہی وہ اسکو بھی برداشت
نہیں کر سکتے کہ لوگ ہر قسم کے فحش و فجور اور بد اعمالیوں
میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے منہ موڑیں ۔

صورت میں ان کے دل پر تلقی اور کرب کا ہتھکڑا ہے پس
جب ان کے دکھوں اور تکالیف کا اندازہ حد سے گذر
جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ گوارا نہیں کرتا کہ وہ اس طرح
دکھ بٹھائیں اس لئے وہ کرامت یا نشان ظاہر
کرتا ہے ۔

یہ بھی یاد رکھو کہ راستباز و دقہم کے ہوتے ہیں
ایک تو انبیاء و رسل ہیں تو اس لئے درجہ کے راستباز
اور مقدس وجود ہیں دوسری قسم کے وہ راستباز
ہیں جو عام مومن ہوتے ہیں لیکن ان میں کچھ نہ کچھ بقیلا
نفس بھی موجود ہوتا ہے ان دوسرے درجہ کے
لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ خوارق کا حصہ
دیدیتا ہے ۔ لیکن بڑے نشانوں کے تحت دی
توم انبیاء و رسل کی ہے جو کسی صورت میں بھی خدا
تعالیٰ کے خیر کا جلال نہیں دیکھ سکتے ان کی مصیبت
اور دکھ اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے خلاف
نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں ۔ میرا ایمان یہی ہے
کہ نوح علیہ السلام کا طوفان جو آیا اس طوفان سے
پہلے ایک طوفان خود نوح پر ہی آیا تھا وہ طوفان
آیا جسے لوگوں کو مرق کیا ۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام
کے زمانہ میں فرعون غرق ہوا مگر اس سے پہلے موسیٰ
علیہ السلام نے ایک سخت مصیبت دیکھی جو لوگوں کی
نظر سے ستور تھی مگر وہ اسی مصیبت تھی ۔ کہ اسے
انکا ہی دل برداشت کر سکتا تھا ۔ اور ایسی بہاری
مصیبت تھی جسے یہ نونہ غرق دکھایا ۔ نوح علیہ السلام
کا غم خیال کر دکھانا تک پہنچا ہو گا جو خدا تعالیٰ کا
غضب اس طرح بڑھا ۔

یقیناً سمجھو کہ یہ قوم ایک عجیب قوم ہوتی ہے
لوگوں کے ہم غم اپنے گھر کے دائرہ کے اندر ہوتے
ہیں یہی بچوں کا غم ہوتا ۔ یا اپنی عزت و دولت
کے لئے اور اس لئے خدا تعالیٰ کی پروا نہیں
کرتا ۔ لیکن اس قوم کے غم کا دائرہ بہت وسیع
ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف مخلوق کی ہمدردی انہیں
ہم و غم میں مبتلا کرتی ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ
کی عظمت اور شان بلند کے لئے گڑبٹ ہے ۔ اور
یہ بات تکلف یا بناوٹ سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ
فطرت ہی اس قسم کی بنی ہوئی ہوتی ہے اس قوم کو اس
رنگ میں گویا آگ لگی ہوئی ہوتی ہے ۔

ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ گوارا نہیں کرتا کہ وہ
غم میں مر جائیں وہ دیکھتا ہے کہ انکا غم محض لوگوں
لئے ہے انے اگر پوچھا جائے کہ وہ کیوں اس قدر
غم کہاتے ہیں تو بتلا نہیں سکتے ۔ کیونکہ ان کے تعلقا
ذاتیہ ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی عظمت کے
اظہار کے لئے وہ طبی طور پر متعین ہوتے ہیں ۔

اور اس میں ان کے نفس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا ۔
کامل نفوس کے تعلقات جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ہوتے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ اگر بہت دوزخ بھی
نہ ہو تب بھی وہ دوزخ میں نہ سکتے سبب انسان ہر
کی کہنہ تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت
و جبروت کے لئے کس کس قسم کے قلق و کرب میں مبتلا
ہیں ۔ جب یہ اضطراب حد سے بڑھ جاتا ہے تو یہ
آسمانی نشان

ظاہر ہوتا ہے ۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بے پردہ
ہے اگر ساری دنیا اس کی حمد و ستائش کرے اور کوئی
بھی اس کے خلاف درزی نہ کرے تو اس کی شان
ربوبیت اور الوہیت میں کچھ بھی زیادتی نہیں ہو سکتی
اور نہ اس سے کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے اگر سب کے
سب خالق و خدوین مبتلا ہو جائیں ۔ مگر بات یہ ہے
کہ جب ایک انسان اس کے لئے ہی کہتا ہے تو آخر
اسے اپنی مستور ذات کو ظاہر کرنا پڑتا ہے ۔
یہی ہر ہے اس حدیث میں

كنت كنزاً مخفياً فاجبت ان اعرف
اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور
مرسلوں کا قلق ۔ کرب حد سے بڑھتا ہے انبیاء
علیہم السلام کے مجاہدات کا اتنا ہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ
اللہ تعالیٰ کو دیکھتے اور پہنچتے ہیں بلکہ دنیا پر بھی
احسان کرتے جاتیں کیونکہ اسے ہی دکھائی دیتے ہیں ۔

نرسے چمکے برکات کافیا کافی نہیں ہے
ایسی متاع چوری جاسکتی ہے لیکن جو متاع حقیقی
اسلام پیش کرتا ہے جو اس میں اور اس کے عزیزوں میں
ماہ الا بتیاد ہے اسے کوئی چرا نہیں سکتا ۔ یہ بات
ہے جو ہم پیش کرتے ہیں کہ
خدا موجود ہے اور اس کے امتیازی نشان
ظاہر ہوئے ہیں ۔

اسلام کے ثمرات اب بھی ایسے ہی ہیں اگر کوئی
ان پیلوں کو نہیں کہتا تو اسلام کا کیا قصور طیب
اگر ایک نسخہ تباد دے اور کوئی اسے استعمال نہ کرے
تو اس میں طیب کا تو کوئی قصور نہیں ہے ۔ اسلام ہر
یہ ایسی نعمت ہے جو کسی اور دین میں نہیں مل
سکتی ای کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي
لیکن یہ نعمت نہیں مل سکتی جب تک اس طرف
قدم نہ اٹھاوے اور انوس کے ہمارے
مخالف اس نعمت کی طرف متوجہ نہیں ۔

دیار شام ۱۴۰۵
۱۴ اگست ۱۹۸۴ء

شیخ عبدالحق صاحب آریہ نوسلمہ اجازت
چاہی اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ چھپیں

اور یہو ۔ دین کی پیش اور تلاش انسان کو
مقدم ہونی چاہئے ۔ اسپر انہوں نے ذیل
کا سوال کیا اسکا جواب حضرت اقدس
نے دیا وہ یہی درجہ ہے ۔ ایڈیٹر ۔

سوال ۔ اول الامر سے کیا مراد ہے ؟ بعض کہتے ہیں
کہ ہر ایک مولیٰ اول الامر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی
نہیں ۔

جواب (از حضرت اقدس) اصل بات یہ ہے کہ اسلام
میں اس طرح چلا آیا ہے کہ اسلام کے بادشاہ جیسے ہاتھ
میں عنان حکومت ہے انکی اطاعت کرنی چاہئے وہ
بھی ایک قسم کے اول الامر ہوتے ہیں لیکن اصل اول الامر
دی ہے جو تھے جن کی زندگی پاک ہوتی ہے اور ایک بصیرت
اور معرفت جھلکتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے امر باتے
میں اپنے مامور الہی ۔

بادشاہوں کے پاس حکومت ہوتی ہے وہ انتظامی
امور میں تو پورا دخل رکھتے ہیں لیکن دینی امور کے لئے
کیا کر سکتے ہیں ۔ سچے اول الامر وہی ہیں جنکے اتباع کو
مصرف کی آنکھ ملتی ہے اور انسان معصیت سے دور
ہوتا ہے ان دونوں باتوں کا لحاظ اول الامر میں رکھو ۔
اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کی نجات کرے تو سکا
نتیجہ اس کے لئے اچھا نہیں ہوگا ۔ کیونکہ اس سے فقط
پیدا ہوگا ۔ اور اللہ تعالیٰ فقط کو پسند نہیں کرتا ۔

اسی طرح پر مامور کی مخالفت کرے تو سبب ایمان
ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی مخالفت سے لازم آتا ہے
کہ مخالفت کرنے والا خدا کی مخالفت کرتا ہے ۔

سوال پھر اس وقت جو مولیٰ ہیں کیا انکو اول الامر
سمجھیں ؟

جواب ۔ ادوشتین گم امت کر ابرہی کند ۔
اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی کی آنکھ
نہ کھولے آنکھ کھلتی نہیں ۔ ان لوگوں نے دین صرف
چند رسوم کا نام سمجھ کر لیا ہے ۔ حالانکہ دین رسوم کا نام
نہیں ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہ باتیں محض
رسم اور عادت کے طور پر سمجھی جاتی ہیں ۔ یہ لوگ
اسی قسم کے ہور ہے ہیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنگ نماز
اور روزہ سکھایا گیا تھا انکا اور مذاق تھا وہ حقیقت
کو دیکھتے تھے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تھے پھر
دلت کے بعد وہی نماز اور روزہ جو اسے درجہ کی
طہارت اور خدا کی کا ذریعہ تھا ۔ ایک رسم اور عادت
سمجھا گیا ۔ پس اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انہاں
اصل امر دین کو جو مغز ہے تلاش کرے یا درکھو
انسان کو اللہ تعالیٰ نے تعبد ابدی کے لئے پیدا
کیا ہے اس لئے اسکو چاہئے کہ اسی میں لگا رہے اس حیاں
کی جھلک چیریں ہیں ۔ بھئی ۔ اچھا ۔ بدشتہ و کار
مال و دولت اور ہر قسم کے املاک انکا تعلق اسی جہانگاہ

میرا سراج

زلزلہ الساعۃ

علم نے سبز ناظرین سراج الاخبار کے نام سے واقف ہوئے۔ یہ وہی اخبار ہے جس کے قابل اطمینان و معزز نامہ نگار کو ہر آدمی شیخ یعقوب علی صاحب اطمینان کے مقدمہ میں جوامہ ہر چکا ہے ابھی نامہ نگار مولوی محمد کرم الدین صاحب اسکے اطمینان سے رہے ہیں۔ مولوی صاحب ہر مفتہ ہفتہ ہفتہ خاتم الخلفاء علیہ الخیرۃ والسلام کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لکھنؤ کی کئی کئی بار لکھتے ہیں۔ لکھنؤ کے پرچے میں ایک نظم چھپوائی ہے جس میں لکھا ہے کہ مرنے والی زلزلہ کے خوف سے باہر بھاگ رہے ہیں۔ اور پھر جب حب وعدہ زلزلہ آیا تو نامہ نگار بولے۔ آئے۔ اگر مرنے والے زلزلہ تھا تو ان کی کئی کئی ہاتھو باہر نکلے۔ اخیر میں ایک لکھنؤ کی اخبار و ہفتانہ باند ہے کہ آپ کی واپسی اہل بیت کی ناراضی سے ہوئی۔ میں بڑا تعجب کرتا ہوں کہ یہ لکھنؤ کی انتہا لگاتے ہوئے کیوں خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ آخری شعر سے پہلا شعر ایسا فحش ہے کہ مجھے حیرت ہے ایک لکھنؤ کی سنی کے علم سے نکل کر لکھا گیا۔ میں اسے نقل کر کے حکم کے ایک قانون کو ملحوظ نہیں کرنا چاہتا۔ یہ علم میرے ایک دوست نے فخریہ دیکھا تھا۔ چونکہ میں نے اس کو سلسلہ احمدیہ سے ایک خاص تعلق تھا کہ ان کا وجود ایک عظیم الشان نشان ہے۔ لکھنؤ کی قانون کے دکھانے کا موجب ہوا۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرے آفاقی صداقت کے اخبار کے موجب ہوئے۔ اور اسی خیال سے میں اس کا جواب لکھتا ہوں امید ہے کہ اس سے خدا تر دل بیکر دیکھا جائیگا۔ وان ادید الا اصلاح ما فی عینی ارحم اللہ مخفیہ۔ ہے کہ میں نے اس درست کے سامنے اس نظر کا جواب تیری بڑی شرمندہ کر دیا تھا۔ پس بوجہ عجلت فرو گذاشت قابلہ۔ گند ہے۔ وہ نظم یہ ہے۔

(نامہ نگار محمد کرم الدین صاحب)

نظم

حضرت کی کج جوڑے جنت میں جلتے ہیں
یا آدم اسکن امت کی سحت جنت میں

یہ کسی اعلیٰ قوت قدسہ امسام
دنیا میں آئین کو جنت دیکھاتے ہیں
اور میں خدا کے عزیز و حکیم کے
جو حکم آتا ہے وہی سب کو سناتے ہیں
ڈرتے نہیں علامت خلقت سے نہ ہمار
بلکہ وہ اپنی قوم کو ہر دم ڈراتے ہیں
کہتے ہیں باز آؤ بھی فسق و فجور سے
ورنہ فرشتے زلزلہ اک سخت لاتے ہیں
جو پڑے گئے شوخی شرارت کو یہ عباد
دم بھر میں دیکھتے ہیں بھی کچلے جا رہے ہیں
فرمایا ہے خدا کہ نہیں سب سے عذاب
جب تک نہ لوگ شوخیان بیدار ہوں
اور نیز ہم عذاب نہ بھیجے زینہار
جب تک نہ اک نبی کے ذریعے ڈراہیں

گر سے لکھنا حکم خداوند سے ہوا
نادان کس خیال سے یہ غل مچاتے ہیں
گریہ بزدلی ہے تو پھر سارے ہی رسول
اس طرح بزدلی کا نمونہ دکھاتے ہیں
حیرت ہے آپ بھول گئے لوٹا کا وہ حال
جب راتوں رات بستی سے بستر اٹھاتے ہیں
طوفان و آبر و بیکہ کے ہوتا تھا چہرہ زرد
کیا بزدلی و خستہ رسل کی بتاتے ہیں
دیکھو نہ اعتراض کرو ایسا تم کوئی
اور انبیاء جسکے نشانے میں آتے ہیں
ہے تو مکذوبوں کے لئے ہی یہ زلزلہ
پر اہل حق ہی خوف خداوند کھاتے ہیں
وہ ذات ہے بنیاد ہے جو چاہے کرتا ہے
اسکے مقابلے میں تو گستاخ آتے ہیں
ہر اک میں کچھ نہ کچھ تو ہوا کرتا ہے قصور
اپنے کئے کی سب ہی سزا سخت پاتے ہیں
آنے لگا عذاب تو نکلے تھے لوٹا کیوں
آپ ان کے حق پہ ہونے میں کچھ شبہ لائیں
کیا انہیں پاک بازی تھی؟ بولے جناب
یونس کی طرح کس لئے پھر بھاگ جاتے ہیں
ان کو بھی کہنا تھا کہ اگر موت آگئی
تو پھر یہ جیلے مرنے سے کیونکر بچاتے ہیں
جانا وہ ان گنہ ہے جہاں آگ جلتی ہو
جو جاتے ہیں بدن کو وہ اپنے جلا رہے ہیں
بس یہی تباہی سے نکلنے کا بھی سبب
نادان میں جو اسے مسخر اڑاتے ہیں
تاج میں جان و دل سے جب اپنے امام کے
ہم اپنے ڈیرے اسلئے باہر لگاتے ہیں

ہم ایسی جگہ لکھنا ہے ان کی زبان سے
کہیں کافروں کی بولی نہ قانون پہ لاتے ہیں
کس نے مکہ کی شوخی مری پیاری قوم کو
اس کے عذاب کو جلدی بلاتے ہیں۔
نولا اجل جواب ہے یستعجلون کا
قرآن پاک سے یہی آیت سناتے ہیں
قہار کے عذاب کی ستر کوئی خبر
جو میں سعید وہ تو بڑے کانپ جاتے ہیں
لیکن یہ کیسے لوگ ہیں ڈرتے نہیں ذرا
بلکہ بڑی دلیری سے باتیں بناتے ہیں

کوئی بھی وقت اس کا مقرر نہیں کیا
پھر کیوں نہ آنے کی یہ دہائی چلا تین
کیوں جلدی کر رہے ہو کر دیا وقت نوح
جب آپ حکم باری سے کشتی بنا رہے ہیں
اور قوم ٹھپے کرتی ہے طوطا کہ کیا ہوا
پھر اسے بعد جلدی سب ڈوب جاتے ہیں
پہلے ہی یہ خدا کے نبی نے تھی دی خبر
آئے گا جب کہ لوگ اسے بھول جاتے ہیں
ٹھپے کرینگے جبکہ۔ نہیں آیا وہ عذاب
الہام جو ملے میرا صاحب سناتے ہیں
باہر ہے تھے آپ اسی انتظار میں۔
تاکہ خبر مزید گھڑی والی پاتی ہیں
جب موسم بہار مقرر ہوا تو پھر
جلدی حضور لوٹ کے بستی میں آتے ہیں
جو پوچھتے ہیں لوگ کہ یہ وعدہ ہو گا کب
ان کو ہم ایک آیت قرآن سناتے ہیں
دیکھیں وہ "کلیک" علم ہے سکا خدا کی
اور میں تو ہوں نذیر جو پہلے جراتے ہیں

سن لو وہ زلزلہ تو ضرور آئے گا ضرور
اچھے ہیں جو ابھی سے تفرع دکھاتے ہیں
مہلت کو سمجھو رحمت رب رحیم ہے
دانا ہیں جو وہ نیکیاں اس میں کھاتے ہیں
اور بد نصیب اور بھی کرتے ہیں سرکشی
اپنے تین لعنت حق میں پڑاتے ہیں
دیتے ہیں روز گالیان ظل رسول کو
کس منہ سے پھر امید شفاعت کی لائیں
یار ہماری قوم کو فہم سلیم دے
تیری جناب پاک میں ہم سر جھکاتے ہیں
(احمدی گجراتی از گوئی خلیفہ گجرات)

ایک روایہ تعمیر

مکرمی و منطی جناب شیخ صاحب۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ

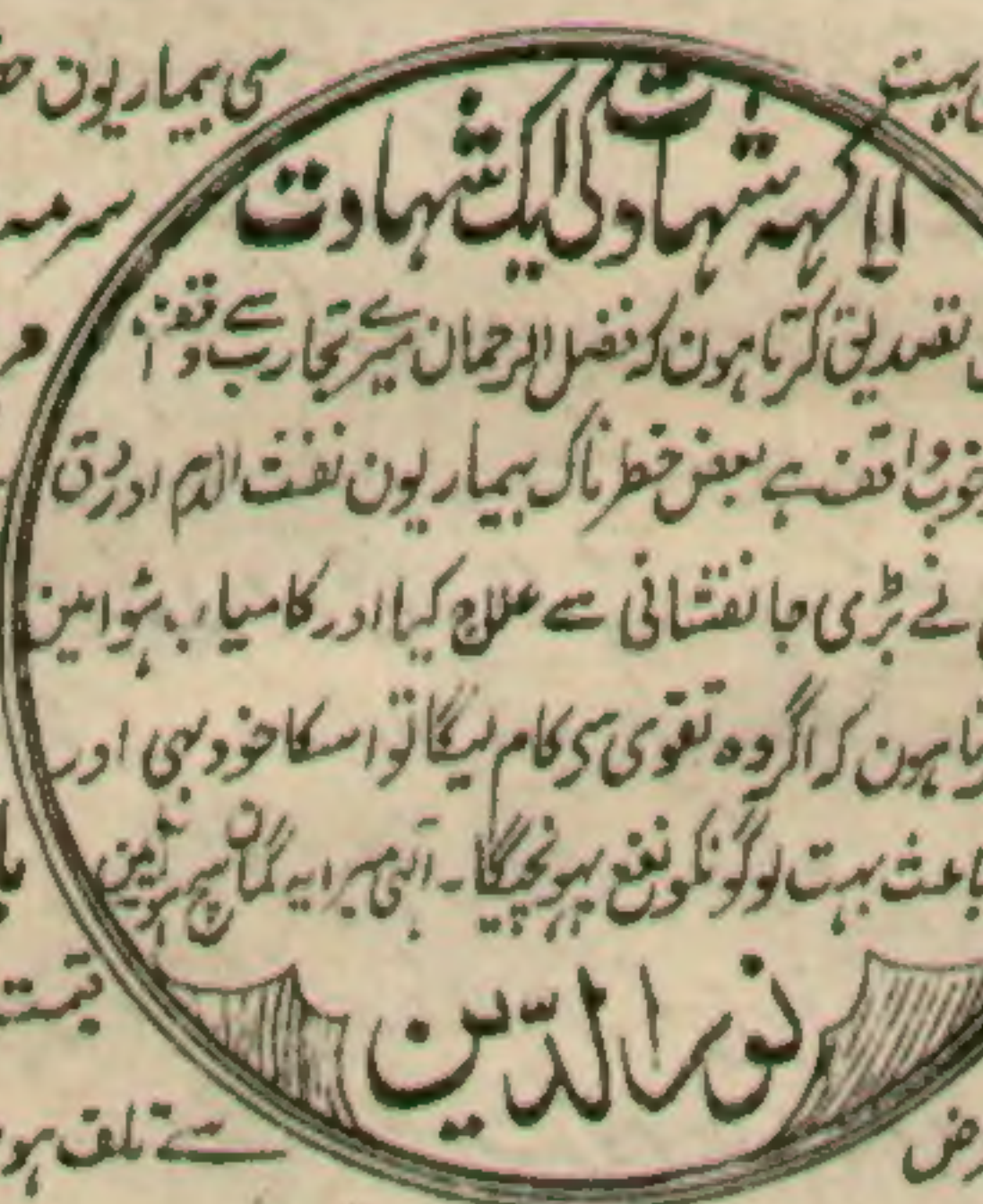
دو ماہ کا عرصہ ہوا۔ ہے کہ میں آپ کو کوئی خط
نہیں لکھ سکا جس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں اس عرصہ
میں کئی ایک پریشانیوں کا نشانہ بنا رہا ہوں کہ جن
میں سے فی الحال ایک کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں
ابھی ہوتا ہے ہی دن ہوتے ہیں کہ میں نے رات کو بڑا
خواب دیکھا تھا کہ پولیس کے چند آدمی میرا اور
میرے بعض متعلقین کے نام لکھ رہے ہیں جو
صبح آٹھ بجے ہی میں نے گھر کے لوگوں کے علاوہ دفتر
کے چند آدمیوں کو ہی مطلع کر دیا اور میں نہایت
حیران تھا کہ پردہ غیب سے معلوم نہیں کیا ظہور
پذیر ہونے والا ہے آخر سات آٹھ روز کے بعد
ایک شخص نظام الدین نامی نے اپنے علاقہ کے تھانہ
میں رپورٹ کر دی کہ میرا دور دورہ کا جویو رکھو یا
گیا ہے اس کے جراتے دے یہی لوگ ہیں۔
ادھر جب مجھے اس رپورٹ سے اطلاع ہوئی تو میں
نے بارگاہ ایزدی میں نہایت عاجزانہ دعائیں
کیں۔ کہ اے خداے کریم چونکہ میرا اس معاملہ
سے محض بے خبر ہونا تجھ پر بخوبی روشن ہے
اسلئے تو مجھے بے قصور کو اس کش مکش اور پریشانی
سے بچا لے۔
اب میں خداوند کریم کا ناکہ لاکھ کر یہ ادا کرتا ہوں کہ
جو رپورٹ میرے خلاف لکھی گئی تھی وہ بالکل بے بنیاد
ثابت ہوئی ہے اور مجھے سزا کو کسی نے پوچھا تاکہ
نہیں۔ مان رپورٹ کے ساتھ جو ہوا ہے وہ ہمارے
مخالفین کے لئے واقعی قابل عبرت ہے۔ تعجب ہے
کہ جس قسم کے الزام میں وہ مجھے مبتلا کرنا چاہتا تھا
اور میں وہ خود ہی بھانسا گیا ہے اور اب ملازمت
سے برطرف ہو کر چاہ کنہہ را چاہہ پیش کے مقولہ
کو سچا ثابت کر رہا ہے۔ مگر مخالفین اپنی زیادتیوں
سے پھر بھی باز نہیں آئے غالباً آپ کو بھی معلوم ہو گا
کہ بریلی میں سلسلہ احمدیہ کے ممبران کو وہاں کے مخالف
مولویوں نے از حد تنگ کر رکھا ہے جس پر جیسے جیسے
محمد عبدالعزیز صاحب اڈیٹر روہیلکنڈ گزٹ بریلی
کو ایک مفصل کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ اپنے
معزز اخبار کے ذریعہ اپنے مان کے مولویوں کے
خلاف قرآن کی اصلاح کر دیں تو باعث مشکوری ہو گا
میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے میرے کارڈ کا تذکرہ کیوں
نہیں نہیں کیا۔ مان بدایوں کے اخبار ذوالقرنین نے بریلی
مولویوں کو خوب ہی تنبیہ کیا ہے کہ اگر وہ خطرناک شہار
کا شائع کرنا اور دشنام دی کی عادت کو ترک کر دیں شاید
اس مولویانہ وراثت کو دفعتاً چھوڑنا مشکل سمجھتے ہوں چنانچہ
لیکھ گشت کے روہیلکنڈ گزٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوا
ہے کہ کمری حافظ سید تقو حین صاحب مدی بریلی ایڈیٹر
حالت میں ہیں جو اپنے ایک مختصر سے مضمون بعنوان فرامین مکتبہ
میں کہ وہ ہیکو تھر سے باہر لکھنا دشوار ہوا ہے شبکو سر ہوت

مکرمی و منطی جناب شیخ صاحب۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ

مرضیہ مولوی حکیم نور الدین صاحب کے محراب سے فائدہ اٹھاؤ

ہے اللہ تعالیٰ پر ہر دوسہ کو کے ایک شفا خانہ کہونا چاہئے جسکی مہول مسرت کی خلاف ورزی کیو جس سے جو لوگ دیکھ کر اٹھارے ہیں اور ان سے بقدر طاقت ہمدردی کر دن میں فیال کا سفر کیا ہے اور نہ مجھے کسی سادہ اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ان مجھے ایک نسخہ حاصل ہے جو میری رستہ میں بہت ہی کم مشہور کو حال ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ ساہا سال سے میں مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی شہم القادیانی کے مطلب میں ان کے ماتحت اور نگرانی میں برقم کے مریشون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تقریب سے کرتا رہا ہوں اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ میری مریشون کی حفظ و کتابت اور ان کے لئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی۔ جہاں ایسے واقف کاموچ نہ ہوں انکے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا صاحب ممدوح کی تحریر سے ہی ہوتی ہے۔ اور اب جو میں یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس میں بھی میرا معمول بھی ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہیں علاج تو ان کا ہزارا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطلب میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہو کر نیکے اس بنا پر یہ شفا خانہ جس کا نام شفا خانہ فضل رحمانی رکھا گیا ہے۔ میں نے قادیان میں کہو لیا ہے اس شفا خانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام ہی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی طبی تحقیقات اور تجربہ کو جو دیکر یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربہ یون میں مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمر زنگاری۔ حافظہ حبیبی مولوی حکیم نور الدین صاحب ہزارا مریشون پر آزمایا ہوا۔ آنکھوں کی بہت میں پانی زیادہ آتا۔ جرب حبیبی ملکون کی سرخی منور ہو دیر وغیرہ کیلئے مفید قیمت فیتولہ حبیبی بڑا میرا ہے قیمت فی تولہ ۱۰۔ التشنج کی گولیان قیمت فی ڈبیا ۱۰ استعمال سے مفید ثابت ہوگا۔ قیمت فیتولہ ۱۰۔ سفوف سوزاک قیمت سات خوراک میں عورتیں عموماً اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور سبب جن بہت سے اسبب ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا ۱۰۔ عرق کشمشہ فی ڈبیا ۱۰۔ حبوب بوا میر۔ فی ڈبیا ۱۰۔ روغن شمشیر۔ قیمت فی شیشی ۱۰۔ دوائی ناسور۔ قیمت فی ڈبیا ۱۰۔ کھلنے عہم روغن داخل دفع امراض گوش صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیڑیوں عورتوں کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچن میں اس مرض جو عورت کو ابتداً حمل سے شروع کر کے وضع حمل تک کہاں ہوگی کچھ خاص قسم کی م کی ہوئی اجوائن اور فضل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام اضاعت کہانی پڑے گی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ میں لائی جاوے ۱۰۔ معجون قیمت فی ڈبیا ۱۰۔ رخا رخا کی عجیب دوائی فی ڈبیا ۱۰۔



نوٹ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہیں دیا جاوے گا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنی شکایت نہ کریں۔ مفتی فضل الرحمن منیر شفا خانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

مرا برت بارید بر پر نراغ + نشاید چو بلبیل تماشاے باغ

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ بھارت میں کمپنی لاہور ہندوستان بہر میں ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے اس کا کل انتظام دیسیوں کے ماتہ میں ہے (۱) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس کی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے۔ (۲) دیسیوں کے ماتہ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس وجہ سے اس کمپنی کا خرچہ دوسرے غیر ملکی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۳) جتنے نمبر اس کمپنی کے افعال کر چکے انکے پس ماندگان کو باہل محبت کے فوراً بیمہ کار دیا گیا ہے چنانچہ تمام بیلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرنا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مد نظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرنا چاہئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کے لئے ایک معقول رقم جو طوائف کا انتظام کریں۔ ہماری کمپنی کے پراسپیکٹس فاسرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کر دے گا۔ ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر بھیجیے۔ پراسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جائے گا۔ گیان چند منچر و ایجوکری یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکریٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آئی چاہئیں۔

واقعہ بڑا یاد دہانی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاص کر جنکے اولاد نہ ہو اور ان کا بڑا پاپا تو غضب ڈالتا ہے۔ آپ ہی اگر مالوسی کی حد تک پہونچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل غور کریں ششای خصاب شل تین بلبیل کے لگایا جاتا ہے بالوں کو دوسٹ میں بھنور سیاہ کر دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت عہم روح افزا نامردی سستی ملاوادی۔ صنعت باہ و دماغ جریان۔ دگر کے واسطے اکیر میں۔ پیر کو نو جوان اور نو جوان کو پھیلنے دیتا ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ روح النساء حیض بے فائدہ کم یا زیادہ دیر با دیا جلدی تکلف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے ملاوادی ہوا پڑن پر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی تنگی یون کی واسطے جو بے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ فراموشی کیلک گونہ۔ چہرہ سے جہرمان جہانمان۔ سیاہ داغ۔ وکیل وغیرہ دور کر کے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کی واسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ گولیان و روغن۔ ان کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو یہی سیاہ بہتین۔ قیمت دو روپیہ۔ بال اڑامیز کا تیل۔ ہلا کسی تکلیف و خارش کے دوسٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی درہون قیمت ۸ روپیہ سیکشٹی۔

سرمر میرا۔ دہند۔ عبادی۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ وابتدائی موتیا بند کی واسطے اکیر ہے قیمت عہم فیتولہ بوا میر۔ خونی۔ بادی۔ جدی یا آتشک سے ہر سے اگر مومن تو ہلا کلیف کم۔ قیمت دو روپیہ۔

دومہ۔ کیسا ہی بڑا نادمحت دہم ہو خواہ بھپڑے خراب ہو گئے ہوں شرط یہ شفا ہو۔ قیمت تین روپیہ۔ دوائی آتشک مجرب و اکیر قیمت تین روپیہ۔ دوائی سوزاک تین روپیہ۔ حفاظت کتابت ڈاکٹر کیسنگ ایم اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب